sپندرہ شعبان کی رات خصوصی عبادت

غلام مصطفٰے ظہیر امن پوری

پندرہ شعبان کی رات خصوصی نیت سے عبادت کرنا اور صبح کو روزہ رکھنا نبی ئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ، صحابۂ کرام y اور سلف صالحین و ائمہ دین سے ثابت نہیں ، بلکہ بعض علمائے کرام نے اسے بدعت تک قرار دیا ہے ، اس رات عبادت کے قائلین کے دلائل کا جائزہ پیشِ خدمت ہے :

دلیل نمبر 1 : سیدناَعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اذا كانت ليلة نصف من شعبان ، فقوموا ليلها ، وصوموا نهارها ، فانّ اللّٰہ ينزل فيها لغروب الشّمس الى سماء الدّنيا ، فيقول : ألا من مستغفر فأغفر له ، ألا من مسترزق فأرزقه ، ألا مبتلى فأعافيه ، ألا كذا ، ألا كذا ، حتّى طلع الفجر ۔

''جب پندرہ شعبان کی رات ہو تو اس میں قیام کرو اور اس کے دن کا روزہ رکھو ، اس رات اللہ تعالیٰ غروب ِ آفتاب کے بعد ہی آسمانِ دنیا پر نزول فرمالیتے ہیں اور فرماتے ہیں ، کوئی معافی کا طلب گار ہے ، میں اسے معاف کردوں ؟ کوئی رزق کا طلب گار ہے ، میں اسے رزق عطا کردوں ؟ کوئی بیمار ہے ، میں اسے صحت و عافیت سے نواز دوں ؟ کوئی ایسا ہے ، کوئی ایسا ہے ، ؟ اللہ تعالیٰ یہی فرماتے رہتے ہیں ، یہاں تک کہ صبح طلوع ہو جاتی ہے ۔''(سنن ابن ماجہ : ١٣٨٨، العلل المتناہیہ لابن الجوزی : ٢/٧١، ح : ٩٢٢)

تبصرہ : یہ روایت موضوع (من گھڑت)ہے ، حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کو ''ضعیف'' کہا ہے ۔

(خلاصہ الاحکام : ١/٦١٧)

اس کا راوی (ابو بکر بن عبداللہ بن محمد)ابن ابی سبرہ ''کذاب'' اور ''وضاع''ہے ۔

b امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں : یضع الحدیث ''یہ حدیثیں گھڑتا تھا''(الجرح والتعدیل : ٧/٣٠٦)

دلیل نمبر 2 : سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے :

''ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ پندرہویں شعبان کو رات کے وقت میری باری تھی ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سوئے ہوئے تھے ، جب آدھی رات ہوئی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر سے گم پایا ، مجھے ناگواری ہوئی، جیسے

عورتوں کی عادت ہوتی ہے ، میں نے چادر اوڑھ لی ، اللہ کی قسم ! وہ چادر نہ اون اور ریشم کی تھی ، نہ خام ریشم کی تھی ، نہ ہی ریشم کی تھی ، نہ ہی ریشمین کپڑے کی تھی ،جس کا تانا بانا ریشم کا ہوتا ہے ، نہ روئی کی تھی ، نہ ہی سنی کے کپڑے کی تھی ، پوچھا گیا ، وہ چادر کس چیز کی بُنی ہوئی تھی ؟ فرمایا ، اس کا تانا بکری کے بالوں کا اور بانا اونٹ کی بالوں سے بُنا گیا تھا ، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر ازواج کے حجروں میں تلاش کیا ، وہاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ملے ، میں اپنے حجرے میں واپس لوٹ آئی ، ناگہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک کپڑا تھا جو زمین پر گرا ہوا تھا ، آپ حالتِ سجدہ میں تھے اور یہ دعا پڑھ رہے تھے: سجد للّہ سوادی وخیالی ، وآمن بک فؤادی ، هذہ یدی ، وما جنیت بها علی نفسی ، یا عظیم الرّجاء لکلّ عظیم ، اغفر الذّنب العظیم ، سجد وجهی للّذی خلقہ ، وشقّ سمعہ ۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہو کر میرے ساتھ چادر میں گھس گئے ، اس رات میرا سانس پھول گیا ، مجھے کیا ہوگیا ، میں نے ایسا کیوں کیا ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، سانس کیوں پھول رہا ہے ؟ میں نے ساری کاروائی کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگا ہ کیا ، آپ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے گھٹنوں پر پھیرنا شروع کیا اور فرمایا ، ناس ہو ان دونوں گھٹنوں کی جو اس رات پندرہویں شعبان کو نہ مل سکے (یعنی عبادت نہ کر سکے)، اس رات اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر اترتا ہے ، مشرک اور اپنے مسلمان بھائی سے بغض و عداوت رکھنے والے کے علاوہ اپنے تمام بندوں کی بخشش فرما دیتے ہیں ۔
(کتاب احادیث النّزول للدارقطنی : ۱۳٤، کتاب الدعاء للطبرانی : ٥٥٧، شعب الایمان للبیہقی : ۳۸۳۸)
تبصرہ :   اس کی سند''ضعیف'' ہے ، اس میں سلیمان بن ابی کریمہ الشامی راوی ''ضعیف'' ہے ، جو کہ منکر روایات بیان کرتا ہے ، امام ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ اسے ''ضعیف'' کہتے ہیں ۔
(الجرح والتعدیل : ٤/۱۳۸)
b   امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :   وعامّۃ أحادیثہ مناکیر ۔
''اس کی سب احادیث منکر ہیں ۔''(الکامل لابن عدی : ۳/۲٦۳
b   امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :   یحدّث بمناکیر ، ولا

يتابع على كثير من حديثہ ۔
''یہ منکر روایات بیان کرتا ہے ، اس کی کثیر روایات پر متابعت نہیں کی گئی ہے''(الضعفاء للعقیلی : ۲/۱۳۸)

b حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں : لیّن صاحب المناکیر ۔ ''کمزور راوی ہے ، منکر حدیثیں بیان کرتا ہے ۔''(المغنی للذهبی : ۱/٤٤۳)

b حافظ ہیثمی رحمہ اللہ نے اس کو ''ضعیف'' کہا ہے ۔ (مجمع الزوائد: ۷/۱۱۹، ۱۰/٤۳، ۸۹، ۲۵۸، ٤۱۸)

لٰہذا یہ حدیث ''ضعیف''اور ناقابل عمل ہے۔

حافظ ابن الجوزی فرماتے ہیں : هذا حديث لا يصحّ ۔ ''یہ حدیث صحیح نہیں ہے''(العلل المتناهیہ : ۲/٦۸)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں : وفی اسنادہ سلیمان بن أبی کریمہ ، ضعّفہ ابن عدیّ ، فقال : عامّۃ أحادیثہ مناکیر ۔ ''اس کی سند میں سلیمان بن ابی کریمہ راوی ہے ، اسے ضعیف قرار دیتے ہوئے امام ابن عدی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس کی اکثر احادیث منکر ہوتی ہیں ۔''(التلخیص الحبیر : ۱/۲۵٤)

اس حدیث کے طرق بھی ہیں :

1 (کتاب احادیث النّزول للدارقطنی : ۱۳۵، فضائل الاوقات للبیہقی : ۲٦)

اس کی سند ''ضعیف'' ہے ، اس کا راوی النضر بن کثیر ''ضعیف'' ہے ۔(تقریب التہذیب : ۷۱٤۷)

2 (فضائل الاوقات للبیہقی : ۲۷، العلل المتناهیہ : ۹۱۸)

اس کی سند بھی ''ضعیف'' ہے ، سعید بن عبدالکریم راوی کی توثیق مطلوب ہے ۔

3 (شعب الایمان للبیہقی : ۳۸۳۵) یہ ''مرسل'' ہونے کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے ، کیونکہ العلاء بن الحارث کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہاسے سماع نہیں ہے ، اس میں ایک اور وجہ ضعف بھی ہے ۔

4 (میزان الاعتدال للذهبی : ٤/۵۵ فی ترجمہ محمد بن یحییٰ)

اس کی سند ''ضعیف'' ہے ، محمد بن یحییٰ بن اسمٰعیل التمیمی التمار کے بارے میں امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

لیس بالمرضیّ ۔

''پسندیدہ راوی نہیں ہے ۔''(سوالات حمزہ بن یوسف السهمی

للدارقطنی : ۳۱)
حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں : أتیٰ بخبر منکر ، "اس نے ایک(مذکورہ) منکر حدیث بیان کی ہے ۔"

5 (شعب الایمان للبیہقی : ۳۸۳۷) اس کی سند سخت ترین "ضعیف" ہے ، سلام الطویل نامی "متروک" ہے ۔(تقریب التہذیب : ۲۷۰۲)

اس کا دوسرا راوی سلام بن سلیمان المدائنی بھی "ضعیف" ہے ۔(تقریب التہذیب : ۲۷۰٤)

6 (معجم الشیوخ لابی بکر الاسماعیلی : ۱/٤۰۸۔٤۰۹) اس کی سند "مجہول" راویوں کی وجہ سے "ضعیف" ہے ۔

7 (العلل المتناہیۃ لابن الجوزی : ۲/٦۹، ح : ۹۱۹) اس کی سند سخت ترین "ضعیف" ہے ، اس کا ایک راوی عطاء بن عجلان "متروک و کذاب" اور "وضاع" ہے ۔

ثابت ہوا کہ اس حدیث کے جمیع طرق "ضعیف" ہیں ۔

دلیل نمبر 3 : سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہابیان کرتی ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر سے گم پایا ، میں آپ کی تلاش میں نکلی ، اچانک دیکھا کہ آپ بقیع میں ہیں اور اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے ہیں ، بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، کیا آپ کو اس بات کا خدشہ ہے کہ اللہ اور اس کا رسول آپ پر ظلم کریں گے ؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہاکہتی ہیں ، میں نے کہا ، اے اللہ کے رسول ! ایسی کوئی بات نہیں ہے ، لیکن میرا یہ گمان تھا کہ آپ اپنی بعض ازواج کے ہاں تشریف لے گئے ہوں گے ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

انّ اللّٰہ عزّ وجلّ ینزل کلّ لیلۃ النّصف من شعبان ، فیغفرُ من الذّنوب أکثر من شعر غنم کلب ۔ "اللہ تعالیٰ پندرہ شعبان کی رات کو آسمانِ دنیا کی طرف نزول فرماتے ہیں اورکلبؔ قبیلے کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ انسانوں کی مغفرت فرماتے ہیں ۔"(سنن الترمذی : ۷۳۹، سنن ابن ماجہ : ۱۳۸۹، مسند الامام احمد : ٦/۲۳۸، کتاب احادیث النّزول للدارقطنی : ۱۳۰، مسند عبد بن حمید : ۱۵۰۷، شعب الایمان للبیہقی : ۳۸۲٤، العلل المتناہیۃ لابن الجوزی : ۹۱۵، وسندہ، ضعیف)

تبصرہ 1 : امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں : سمعت محمّدا یضعّف ھذا الحدیث ۔۔۔ وقال : یحیی بن أبی کثیر لم یسمع

من عروۃ والحجّاج بن أرطاۃ لم يسمع من يحيى بن أبى كثير ۔ "میں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے سنا کہ وہ اس حدیث کو ضعیف قرار دے رہے تھے ، آپ نے فرمایا ، یحییٰ بن ابی کثیر نے عروہ سے اور حجاج بن ارطاۃ نے اس حدیث کو یحییٰ بن ابی کثیر سے نہیں سنا ۔"

(جامع ترمذی ، تحت حدیث : ۷۳۹)

2 حجاج بن ارطاۃ جمہور کے نزدیک "ضعیف" ہیں ، نیز "مدلس" بھی ہیں ۔

3 اس میں یحییٰ بن ابی کثیر راوی بھی "مدلس" ہیں جو کہ "عن" سے روایت کر رہے ہیں ۔

دلیل نمبر 4: سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

من احیا اللیالی الخمس وجبت لہ الجنۃ ۔۔۔۔۔

"جس نے پانچ راتوں کو زندہ کیا (بیدار ہو کر عبادت کی)اس کے لیے جنت واجب ہو گئی ، تو یہ آٹھ ذوالحجہ کی رات ، عرفہ کی رات ، عیدالفطر اور عید الاضحی کی راتیں اور پندرہ شعبان کی رات ہے"

(الترغیب والترھیب للاصبھانی : ۳٦۷)

تبصرہ : یہ روایت موضوع (من گھڑت)ہے ، اس کا راوی عبدالرحمن بن زید بن اسلم جمہور کے نزدیک "ضعیف" ہے ، امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں : روی عن أبیہ أحادیث موضوعۃ ۔

"اس نے اپنے باپ سے موضوع احادیث بیان کی ہیں ۔"(المدخل للحاکم : ص ١٥٤)

یہ روایت بھی اس نے اپنے باپ سے بیان کی ہے ،لہٰذا موضوع (من گھڑت)ہے ۔

دلیل نمبر 5 : سیدناابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، پانچ راتوں میں دعا رد نہیں ہوتی ، ان میں سے ایک پندرہویں شعبان کی رات ہے ۔(تاریخ دمشق : ١٠/٤٠٨)

تبصرہ : یہ روایت بھی موضوع و من گھڑت ہے ، اس کا راوی ابراہیم بن ابی یحییٰ اگر الاسلمی ہے تو جمہور کے نزیک "ضعیف ومتروک " ہے ، اس کے استاذ ابو قعنب کے حالات و توثیق مطلوب ہے ، نیز اس کا سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے سماع بھی

مطلوب ہے ، اس روایت میں اور بھی علت ہے ۔

فائدہ : شعبان کی پندرہویں شب کو خصوصی نیت سے عبادت کرنا اور اس کے دن کا روزہ رکھنا نبی ئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ، صحابہ کرام yاور سلف صالحین و ائمہ دین سے قطعاً ثابت نہیں ہے ، بلکہ بعض نے اسے بدعت قرار دیا ہے ، اسی طرح سو رکعات کے بارے میں جو روایت ہے ،وہ جھوٹی ہے ، ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں :

والعجب ممّن شمّ رائحۃ العلم بالسّنّۃ أن یغترّ بمثل هذا الهذیان ویصلّیها وهذا الصّلاۃ وضعت فی الاسلام بعد الأربعماۃ ونشأت فی بیت المقدس ۔

''تعجب ہے اس پر جس نے علم ِ حدیث کی خوشبو سونگھی ، پھر بھی اس طرح کی فضول اور لایعنی روایات سے دھوکہ کھا کر یہ نماز ادا کرتا ہے (یعنی سو رکعت نماز پڑھتا ہے اور ہر رکعت میں سورہئ فاتحہ اور سورہئ اخلاص دس بار پڑھتا ہے)، یہ نماز اسلام میں چار سو سال بعد بیت المقدس میں شروع ہوئی ۔''

(الاسرارِ المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ از ملا علی القاری : ٤٤٠)

اس نماز کو حافظ نووی رحمہ اللہ نے بھی مذموم و منکر اور بدعت قرار دیا ہے ۔(خلاصۃ الاحکام للنووی : ١/٦١٦)

الحاصل :   پندرہ شعبان کی رات کی فضیلت میں کوئی حدیث ''صحیح '' ثابت نہیں ، ''ضعیف'' پر عمل کرنا فضائل میں بھی صحیح نہیں ، کیونکہ فضائل بھی دین میں شامل ہیں اور ''ضعیف'' حدیث دین نہیں ، دین تو صرف صحیح احادیث کا نام ہے ، کسی صحابی یا کسی ثقہ تابعی سے اس رات کو خاص نیت اور اہتمام سے عبادت کرنا ثابت نہیں ، جو کچھ اس بارے میں بیان کیا جاتا ہے ، اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے ۔